ISSN NO. 1818-9296

الماس جلد ۲۵، شمارہ ۱ (۲۰۲۲ء)

ایاز علی جراح*

اردو مختصر افسانے کے تناظر میں راجندر سنگھ بیدی کے نمائندہ افسانوں کا تنقیدی مطالعہ

A CRITICAL STUDY OF RAJINDER SINGH BEDI'S REPRESENTATIVE SHORT STORIES IN THE CONTEXT OF URDU SHORT FICTION

Abstract: *A short story is a concise prose narrative focusing on a single event, idea, or problem, presented with artistic precision and minimal detail. Unlike novels, it offers a brief portrayal of plot, characters, and setting. Rajendra Singh Bedi holds a key place in Urdu fiction for his unique depiction of human emotions, social issues, and class conflicts. His stories like "Lajwanti," "Apne Dukh Mujhe De Do," and "Garm Coat" reflect life's harsh realities, psychological depth, and social injustices with sensitivity and compassion.*

Keywords: *Urdu Short Story, Realism, Rajinder Singh Bedi, Humanism, Social Issues, Class Conflicts, Literary Analysis*

تلخیص: افسانہ ایک مختصر نثری بیانیہ ہوتا ہے جو کسی ایک واقعے، خیال یا مسئلے پر مرکوز ہوتا ہے، جسے فنکارانہ مہارت اور کم سے کم تفصیل کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔ ناول کے برعکس، افسانہ مختصر انداز میں پلاٹ، کردار اور ماحول کو بیان کرتا ہے۔ راجندر سنگھ بیدی اردو افسانہ نگاری میں ایک اہم مقام رکھتے ہیں جنہوں نے انسانی جذبات، سماجی مسائل اور طبقاتی تضادات کو منفرد انداز میں پیش کیا۔ ان کے افسانے جیسے "لاجونتی"، "اپنے دکھ مجھے دے دو"، اور "گرم کوٹ" زندگی کی تلخ حقیقتوں، نفسیاتی گہرائی اور سماجی ناانصافیوں کو ہمدردی اور حساسیت کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

کلیدی الفاظ: اردو افسانہ، حقیقت نگاری، راجندر سنگھ بیدی، انسان دوستی، سماجی مسائل، طبقاتی تضادات، ادبی تجزیہ۔

مختصر افسانہ کا اطلاق اس کہانی پر کیا جاتا ہے جس میں مصنف ایک خاص فنی طریقہ پر کم سے کم الفاظ میں صرف ایک واقعہ کی تصویر کھینچتا ہے۔ مختصر افسانہ نثری ادب کی ایک ایسی صنف ہے جس میں کہانی کو مختصر انداز میں بیان کیا جاتا ہے۔ یہ افسانہ طویل ناول یا قصے سے مختلف ہوتا ہے کیونکہ اس میں پلاٹ، کردار، ماحول اور واقعات کو بہت مختصر اور جامع انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ مختصر افسانہ میں غیر ضروری تفصیلات کو چھوڑ کر ایک مرکزی خیال، واقعہ یا مسئلہ کو براہ راست پیش کیا جاتا ہے۔

* لیکچرر اُردو، شہید بینظیر بھٹو یونیورسٹی، شہید بینظیر آباد۔

پروفیسر وقار عظیم لکھتے ہیں:

"جس طرح انگریزی میں فکشن کا لفظ ایک وسیع مفہوم میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اردو میں افسانہ ایک وسیع مفہوم کا حامل ہے اور تقریباً تین سو برس کے افسانوی ادب کی تاریخ پر ایک سرسری نظر ڈالتے وقت اس بظاہر سیدھے سادے ان گنت اور ایک سے زیادہ ایک رنگین تصور ہمارے سامنے آجاتے ہیں۔"(۱)

مختصر افسانہ نے اردو ادب میں ایک مستقل اور ممتاز صنف کی حیثیت اختیار کر لی ہے۔ مختصر افسانہ کے الفاظ کبھی کبھی فکشن کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں اور کبھی شارٹ سٹوری کے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر عبد المغنی لکھتے ہیں:

"افسانہ ایک لچک دار لفظ ہے۔ داستان، ناول اور مختصر افسانے کی کسی قسم پر بھی اس کا اطلاق ہو سکتا ہے۔"(۲)

اگرچہ ارون اور ہاتھارن نے جدید مختصر افسانے کی بنیاد قائم کر دی تھی لیکن نقادان فن "ایڈ اگر ایلن پو" ہی کو اس فن کا موجد قرار دیتے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ پو نے مختصر افسانہ نگاری کا تجزیہ کر کے اس لوازم متعین کیے تھے۔ ۱۸۳۵ء سے پیشتر پو نے اپنی سب سے پہلی کامیاب اور اصول مختصر افسانہ نگاری کے نقطہ نظر سے مکمل کہانی بیری نائس لکھی۔ اس سے پہلے واشنگٹن ارونگ نے ۱۸۱۹ء میں اپنا افسانہ "رپ وان ونکل" شائع کیا تھا جو بعد میں ایک مختصر افسانہ تسلیم کر لیا گیا۔

مختصر افسانہ وہ صنف ادب ہے جس میں نہایت اختصار کے ساتھ نثر میں زندگی کے کسی ایک پہلو کی خیرہ کن جھلک فنی طریقہ پر دکھائی جائے۔ جس طرح غزل، قصیدہ، مثنوی اور مرثیہ شاعری کی مخصوص اصناف ہیں، بعینہ مختصر افسانہ بھی نثر کی ایک جداگانہ صنف ہے جس نے ادب میں ناول اور ڈرامے کے مانند ایک مستقل اور اہم حیثیت اختیار کر لی ہے۔ بادی النظر میں مختصر افسانہ سب سے زیادہ ناول میں مماثلت رکھتا ہے۔ لیکن در حقیقت مختصر افسانہ ناول سے بالکل مختلف ہے، بلحاظ فن دونوں کی ہیئت اور ساخت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ یہ ظاہرہ مماثلت جو مختصر افسانہ اور ناول میں نظر آتی ہے لوگوں کا فرق ہے۔ یہ ظاہری مماثلت جو مختصر افسانہ اور ناول میں نظر آتی ہے لوگوں کو غلط فہمی میں ڈال دیتی ہے اور وہ سمجھنے لگتے ہیں کہ مختصر افسانہ ناول کا اختصار ہے اور بہت جلد مختصر افسانہ ناول کی جگہ لے لے گا۔

بقول پروفیسر آل احمد سرور:

"قصے کہانیوں اور ناولوں میں فرق ہے اور بہت بڑا فرق ہے۔ ناول اور زندگی کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ رہا یہ امر کہ وہ زندگی کیسی ہے اور کس طرح پیش کی گئی ہے یہ دوسری بات ہے۔ ناول ایک مسلسل قصہ کا دوسرا نام ہے۔"(۳)

مختصر افسانہ ایک علیحدہ اور مستقل صنف قصص قرار دے دیا گیا ہے، تو اس میں علاوہ ان فرائض کے جو فنون لطیفہ، ڈراما اور ناول میں واجب الادا ہیں، کچھ اور شرائط بھی ہیں جن کی رعایت لازمی ہے۔ لیکن اردو ادب میں کچھ مختصر افسانے ایسے بھی لکھے گئے ہیں جن میں مختصر افسانہ نگاری کے فرائض پورے پورے ادا نہیں ہوئے ہیں۔ چنانچہ پریم چند کے "سوز وطن" کے افسانوں میں مختصر افسانے کے اصول وضوابط کی پورے طور پر پابندی نہیں کی گئی ہے۔ سوز وطن پریم چند کے افسانوں کا پہلا مجموعہ ہے جو نہ محض ان کی افسانہ نگاری بلکہ اردو مختصر افسانے کی بنیاد ہے۔ اس میں پانچ افسانے ہیں جو سب کے سب داستانوں کے رنگ میں عمیق مقصدیت کے حامل ہیں، کرداروں کے ناموں تک میں یہی رنگ نمایاں ہے۔ ہیرو اور ہیروئن کا ویساہی تصور ہے جیسا کہ داستانوں میں اور پس منظر بھی بالکل داستانوں کی مانند ہے۔ بہر حال ان افسانوں کی ساخت اور ہیئت پر داستانوں کا رنگ غالب ہے۔

مختصر افسانہ کی چند اہم خصوصیات درج ذیل ہیں۔

۱۔ اختصار:

مختصر افسانہ کا سب سے اہم پہلو اس کا اختصار ہے۔ اسے لکھنے اور پڑھنے میں کم وقت لگتا ہے۔ افسانے کی کامیابی کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ مصنف کم سے کم الفاظ میں ایک مکمل اور دلچسپ کہانی بیان کر سکے۔ یہ خاصیت اسے ناول یا طویل کہانی سے ممتاز کرتی ہے، کیونکہ اس میں لفاظی سے زیادی موضوع پر توجہ دی جاتی ہے۔

۲۔ مرکزی خیال:

ہر مختصر افسانے کا ایک خاص موضوع یا مرکزی خیال ہوتا ہے، جس پر کہانی مبنی ہوتی ہے۔ یہ خیال زندگی کے کسی اہم پہلو، انسانی جذبات، یا معاشرتی مسائل پر مبنی ہو سکتا ہے۔ مختصر افسانہ میں مختلف خیالات کو یکجا کرنے کے بجائے ایک ہی خیال پر زور دیا جاتا ہے تاکہ قاری کی توجہ مرکوز رہے۔

۳۔ محدود کردار:

مختصر افسانہ میں عام طور پر بہت کم کردار ہوتے ہیں، جو کہانی کے مرکزی خیال کو آگے بڑھانے میں مدد دیتے ہیں۔ کردار کی تعداد کم ہونے سے کہانی کی رفتار تیز رہتی ہے اور قاری کے لیے ہر کردار کی اہمیت واضح رہتی ہے۔

۴۔ نہایت اثر انگیزی:

مختصر افسانہ کا مقصد قاری پر گہرا اثر ڈالنا ہوتا ہے۔ چونکہ اس میں لفظوں کی تعداد محدود ہوتی ہے، اس لیے مصنف کو ہر لفظ کا احتیاط سے انتخاب کرنا ہوتا ہے تاکہ کہانی کے جذبات اور پیغام کو مؤثر انداز میں بیان کیا جا سکے۔ اس کی زبان اور اسلوب سادہ لیکن دل کو چھونے والے ہوتے ہیں۔

۵۔ پلاٹ کا سادگی سے بیان:

مختصر افسانے میں پلاٹ عموماً سادہ اور واضح ہوتا ہے۔ کہانی میں پیچیدگیوں کی گنجائش کم ہوتی ہے کیونکہ پلاٹ کو محدود جگہ میں مکمل کرنا ہوتا ہے۔ یہ سادگی کہانی کو زیادہ قابل فہم اور قاری کے لیے آسان بنا دیتی ہے۔

۶۔ اچانک انجام:

مختصر افسانے کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس کا اختتام قاری کو چونکا دیتا ہے اور اکثر اسے سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ یہ خصوصیت افسانے کو دلچسپ اور یادگار بناتی ہے۔

۷۔ داخلی کیفیت:

مختصر افسانے میں کرداروں کی داخلی کیفیت اور جذبات پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ افسانہ کرداروں کے اندرونی تضادات، احساسات، اور کشمکش کو بیان کرتا ہے، جس سے قاری ان کی زندگی کے حالات کو بہتر طور پر سمجھ پاتا ہے۔ یہ افسانے کو مزید گہرائی اور معنویت عطا کرتا ہے۔

مختصر افسانہ اپنی بعض خصوصیات کی بنا پر دنیائے ادب میں ممتاز و منفرد ہے۔ اس کی ان خصوصیات نے اسے ایک طرف دیگر اصناف ادب سے مماثلت عطا کی ہے تو دوسری طرف اس کی انفرادیت کو نمایاں کرنے میں بھی مدد کی ہے۔ عصر حاضر میں مختصر افسانہ کسی ادبی صنف کا ضمنی شعبہ نہیں ہے بلکہ اسے اپنی بنیادوں پر استوار ہونے کا موقع مل گیا ہے۔ اس کے عناصر ترکیبی دوسرے اصناف ادب کی خوشہ چینی پر منحصر نہیں ہیں، بلکہ ان کے عناصر اور مسائل باہمی طور پر ربط رکھتے ہیں اور ان کے رشتے کسی بھی صنف ادب میں تلاش کیے جاسکتے ہیں۔ مختصر افسانہ کے اجزائے ترکیبی درج ذیل ہیں۔

۱۔ پلاٹ:

واقعات کی فنی ترتیب کو اصطلاح افسانہ نگاری میں پلاٹ کہتے ہیں۔ بڑے بڑے محققین نے پلاٹ کی جتنی تعریفیں کی ہیں ان کا ماحصل یہ ہے کہ افراد کا قصہ کو جو واقعات پیش آئیں اور جو افعال ان سے بروئے کار آئیں اور جن میں تنظیم اور دلچسپی ہو پلاٹ کہلاتے ہیں۔ مجنوں گورکھپوری کے بقول:

> "کسی افسانہ میں سب سے پہلے جو چیز ہمارے ذہن کو اپنی طرف منتقل کرتی ہے وہ چند واقعات ہوتے ہیں جن پر افسانے کی بنیاد ہوتی ہے۔ انھیں واقعات کی ترتیب کو ماجرا یا پلاٹ کہتے ہیں۔" (۴)

مختصر افسانے میں جو واقعات وحالات بیان کئے جائیں وہ فرضی ہوں یا واقعی ان کے اندر اتنی صلاحیت ضرور ہو کہ وہ قارئین کی توجہ کو بے ساختہ اپنی طرف مبذول کر لیں۔ مختصر افسانے کی کامیابی کی پہلی شرط یہی ہے۔ سب سے پہلے مختصر افسانہ نگار کو یہ نکتہ ملحوظ رکھنا چاہیے کہ جن واقعات کو اپنے افسانے کے پلاٹ میں بیان کرے ان کے انتخاب میں بڑی احتیاط سے کام لے۔ مختصر افسانہ نگار کی نگاہ نسخہ کائنات کے مطالعہ میں بہت دور تک پہنچنی چاہیے۔ زندگی کے واقعات جو انسان کو وقتاً فوقتاً پیش آتے رہے ان کو تعمق کی نگاہ سے دیکھنا اور جو امور مشاہدہ میں آئیں ان کو صحت کے ساتھ بیان کرنا، کائنات میں گہری نظر سے ان کیفیات اور حالات کا مشاہدہ کرنا جو عام آنکھوں سے مخفی ہوں نہایت ضروری ہے۔ واقعات کی فنی ترتیب میں افسانہ نگار کو نفسیات کا بہت خیال رکھنا چاہیے۔ یہ ترتیب خواہ کتنی ہی فنی اور کیف آور کیوں نہ ہو اس کو ہر جگہ نفسیات اور منطق کے ماتحت رہنا چاہیے تاکہ وہ حقیقت کے منافی نہ ہو، لیکن اس کے ساتھ ساتھ افسانہ نگار کو اعتدال سے کام لینا چاہیے۔ منطق اور نفسیات پر اتنا زور نہیں دینا چاہیے کہ وہ خشک ہو کر رہ جائے۔

۲۔ کردار:

افسانے کے کردار اس کی جان ہوتے ہیں۔ مختصر افسانے میں کرداروں کی تعداد کم ہوتی ہے، لیکن ان کے افعال، جذبات اور شخصیت کو مختصر مگر مؤثر انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ کردار وہ اہم عناصر ہیں جو کہانی کے موضوع کو آگے بڑھاتے ہیں اور اسے حقیقت کے قریب لاتے ہیں۔

اختر انصاری اکبر آبادی کے بقول:

"پلاٹ اور ترتیب کے ساتھ کردار بھی اہم جزو افسانہ ہے۔"(۵)

ڈاکٹر رضیہ سلطانہ نے مختصر افسانے میں تحلیل نفسی کو بہت اہمیت دی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ:

"آج کل وہی افسانے پسند کیے جاتے ہیں جن کے کرداروں میں تحلیل اور ان کے نفسیاتی تجزیہ میں زور قلم صرف کیا جائے۔ یہ نئے افسانہ کی خاص خصوصیات ہیں یعنی انسان کی ذہنی وباطنی کشمکش کا بیان ان کی ترقی پسند تحریک نے بہت تقویت پہنچائی۔"(۶)

۳۔ ماحول:

افسانے کا ماحول وہ پس منظر ہوتا ہے جس میں کہانی وقوع پزیر ہوتی ہے۔ یہ وقت اور جگہ کے تعین سے متعلق ہوتا ہے اور کرداروں کی زندگی، رویے اور کہانی کی فضا کو متاثر کرتا ہے۔ ماحول کی تخلیق قاری کو کہانی میں شامل کرنے اور اس کے تجربے کو حقیقت سے قریب تر کرنے میں مدد دیتی ہے۔

۴۔ مکالمہ:

مکالمات افسانے میں کرداروں کے آپس میں گفتگو کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہ کرداروں کے خیالات، جذبات اور شخصیت کو اجاگر کرنے کا اہم ذریعہ ہیں۔ مکالمے کا مختصر اور جامع ہونا ضروری ہے تاکہ وہ کہانی کے مرکزی خیال کو مؤثر انداز میں بیان کرسکے۔

۵۔ ابتداء:

افسانہ نگار کا اولین مقصد یہ ہے کہ قارئین کی توجہ فوراً اپنی طرف مبذول کرلے۔ مختصر افسانہ میں اتنی گنجائش نہیں کہ بات کو طول دے کر بیان کیا جائے اور ادھر قارئین اپنی مصروفیات کی وجہ سے عدیم الفرصت ہوتے ہیں۔ ایسی حالت میں افسانہ نگار کو اپنی بات صاف، دلچسپ اور تھوڑے سے لفظوں میں سامع کے ذہن تک پہنچادینا چاہیے۔ ابتدا میں سرخی اولین چیز ہے جس پر سب سے پہلے قاری کی نظر پڑتی ہے اس لئے اس کو جاذب اور کیف آور ہونا چاہیے۔ اس میں سحر آفریں حسن کی ایک ایسی جھلک موجود ہو جو قاری کو اپنا فریفتہ بنالے۔

۶۔ کلائمکس:

کلائمکس وہ لمحہ ہوتا ہے جب کہانی اپنے عروج پر پہنچتی ہے اور کرداروں کے درمیان تنازعہ یا مسئلہ اپنے حل کی جانب بڑھتا ہے۔ یہ حصہ کہانی کی جذباتی شدت کو بڑھاتا ہے۔ اور قاری کو مکمل طور پر کہانی میں محو کردیتا ہے۔

۷۔ اختتام:

مختصر افسانہ میں خاتمہ یا انجام بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے کیونکہ اس پر بھی کہانی کی کامیابی کا انحصار بہت زیادہ ہے۔ افسانہ کے انجام کو سلیقہ کے ساتھ پیش کرنا بڑا ہی مشکل کام ہے۔ اس مشکل سے صرف باشعور فن کار ہی عہدہ برآ ہوسکتے ہیں۔ افسانہ کی اس آخری سیڑھی کو سلامتی کے ساتھ طے کرنا نہایت ہی نازک مرحلہ ہے۔ انجام کو زیادہ سے زیادہ مختصر اور مؤثر ہونا لازمی ہے۔ مختصر افسانہ کے چند آخری جملوں میں فنی محاسن مرکوز ہوکر دکھائی دیتے ہیں۔ ان آخری جملوں میں پورے افسانے کی لطافت اور دلکشی کھینچ کر آجاتی ہے۔ اس کے علاوہ ایجاز و اختصار کا طلسم بھی ان جملوں میں بدرجہ اتم موجود ہونا چاہیے تاکہ واقعہ اور کردار نہایت تیزی کے ساتھ روشنی میں آکر قاری کے ذہن پر مرتسم ہوجائیں۔ مختصر افسانہ کے خاتمہ کا سب سے بڑا وصف یہی ہونا چاہیے کہ وہ ہمارے ذہن پر وہی اثر برقرار رکھے جو افسانہ کے شروع اور منتہیٰ میں قائم ہوچکا ہے۔

وقار عظیم لکھتے ہیں:

"افسانہ کی روح اور اس کے اندر کا برابر خاتمہ تک قائم رہنا ضروری ہے ورنہ اس کے اثر میں کمی آنا لازمی ہے۔"(۷)

انجام کو دلچسپ اور مؤثر بنانے کے لئے جس چیز کی از حد ضرورت ہے وہ ندرت اور جدت ہے۔ اس لئے مختصر افسانہ نگار کو فرسودگی سے قاطبتہً احتراز کرنا چاہیے۔ موجودہ مختصر افسانہ جو آج کل دنیا میں اس قدر ہر دلعزیز ہو گیا ہے اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ افسانوں کے واقعات اور کردار بالکل فطری ہوتے ہیں اور اس کا انجام بھی بالکل اصلیت پر مبنی ہوتا ہے۔

۸۔ اسلوب:

اسلوب بیان کو مختصر افسانہ کی کامیابی میں بڑا دخل ہے کیونکہ خواہ افراد کی کردار نگاری ہو خواہ واقعات کی ترتیب، خواہ کسی خاص نظریہ کی اشاعت ہو اور خواہ منظر نگاری، جب تک اس کے لئے دلچسپ انداز بیان نہ کیا جائے گا اس وقت تک قاری پر تاثیر نہیں ہو سکتی۔ اسلوب بیان کے تنوع میں طنز و تمسخر، سوز و گداز وغیرہ سب کچھ داخل ہیں ان سے حسب موقع کام لے کر دلکشی و دلچسپی پیدا کی جاتی ہے۔

ڈاکٹر جعفر رضا کا خیال ہے:

"کہانی کے اسلوب کا مسئلہ کہانی کے لہجہ و طرز بیان سے متعلق ہوتا ہے، جس کے حدود کا تعین کہانی کار کی ذاتی صلاحیتوں سے کیا جاتا ہے کیونکہ قصہ کے بیان میں اس کا رویہ کہانی کے اسلوب سے براہ راست وابستہ ہوتا ہے۔ کہانی میں اسلوب کی اہمیت اور مقام کی بحث میں اس کے تناسب کے اعتبار سے اختلاف ممکن ہے لیکن اس سلسلہ میں اس کا افادی پہلو ناگزیر رہتا ہے۔"(۸)

۹۔ پیغام یا مقصد:

ہر افسانے کا ایک خاص پیغام یا مقصد ہوتا ہے جو مصنف قاری تک پہنچانا چاہتا ہے۔ یہ پیغام زندگی کے کسی سبق، اخلاقی اصول، یا انسانی تجربے پر مبنی ہو سکتا ہے۔ پیغام عام طور پر کہانی کے اختتام پر واضح ہوتا ہے، قاری کو سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ یہ اجزائے ترکیبی ایک مختصر افسانے کو مکمل اور مؤثر بناتے ہیں اور اس صنف کی خوبصورتی اور تاثیر کو واضح کرتے ہیں۔ مختصر افسانے کی کئی اقسام ہیں جنہیں موضوع تکنیک اور انداز کے اعتبار سے تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ یہاں کچھ اہم اقسام درج ذیل ہیں۔

۱۔ واقعاتی افسانہ:

یہ سب سے سیدھی قسم ہے۔ اس قسم کے افسانوں میں پلاٹ کی اہمیت پر زور دیا جاتا ہے۔ واقعات کو ایک خاص انضباط اور التزام کے ساتھ مرتب کیا جاتا ہے اور مصنف اپنی تمام تر توجہ واقعات و حالات پر صرف کر دیتا ہے۔ ایسے مختصر افسانوں میں واقعات کے درمیان ایک لازمی ربط و تعلق کا پایا جانا نہایت ضروری ہے۔ یہ قسم پریم چند کے " سوز وطن "، " پریم بتیسی " اور پریم پچیسی " کی بعض کہانیوں میں نظر آتے ہیں۔

۲۔ کرداری افسانے:

اس افسانے میں کردار کی نفسیاتی اور جذباتی حالتوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ افسانہ زیادہ تر ایک یا دو اہم کرداروں کے گرد گھومتا ہے اور ان کے احساسات کی ترجمانی کرتا ہے۔ یہ افسانہ کردار کی شخصیت، رویے اور اس کی نفسیاتی کیفیات کو مرکزی حیثیت دیتا ہے۔ کہانی کردار کی اندرونی دنیا، اس کے فیصلے اور جذبات کو بیان کرتی ہے۔ ان میں کردار اہم ہوتے ہیں اور پلاٹ ثانوی حیثیت رکھتے ہیں۔

راجندر سنگھ بیدی، اردو افسانہ نگاری میں ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں، جنہوں نے اپنی تحریروں میں انسانی جذبات، معاشرتی مسائل، اور طبقاتی تضادات کو منفرد انداز میں پیش کیا۔ ان کے مختصر افسانے زندگی کی حقیقتوں معاشرتی مشکلات اور انسانی نفسیات کو بیان کرتے ہیں۔ بیدی کی ان کہانیوں میں بنیادی طور پر زندگی کی تلخ حقیقتیں، انسان کی کمزوریاں اور سماجی ناانصافیاں نظر آتی ہیں۔ ان کے مشہور افسانے جیسے " لاجونتی "، " اپنے دکھ مجھے دے دو"، اور " گرم کوٹ " ان کی حساسیت اور انسانی ہمدردی کو ظاہر کرتے ہیں۔ لاجونتی بیدی کے نمایاں افسانوں میں سے ہے جس میں انہوں نے تقسیم ہند کے دوران پیش آنے والے صنفی مسائل کو اجاگر کیا۔ لاجونتی ایک ایسی خاتون کی کہانی ہے جو تقسیم کے بعد واپس آتی ہے، لیکن اس کے شوہر کے دل میں اس کے لیے وہ محبت نہیں رہتی۔ اس کہانی میں بیدی نے نہایت حساس انداز میں مردانہ برتری اور عورتوں کے ساتھ ہونے والے غیر مساوی سلوک کو پیش کیا ہے۔ اپنے دکھ مجھے دے دو بیدی کے بہترین مختصر افسانوں میں سے ایک ہے۔ اس کہانی میں بیدی نے انسان کی اندرونی کشمکش اور قربانی کا تصور اجاگر کیا ہے۔ یہاں پر دو کردار مرکزی حیثیت رکھتے ہیں، جو ایک دوسرے کی زندگیوں میں شامل ہو کر ان کے دکھوں کو بانٹنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ افسانہ بیدی کی انسانی نفسیات اور ہمدردی کی گہری سمجھ کا عکاس ہے۔ گرم کوٹ سماجی طبقاتی تفریق پر مبنی ہے۔ اس کہانی میں ایک غریب آدمی کی غربت اور اس کی سردی سے بچنے کی جدوجہد کو پیش کیا ہے۔ یہاں پر بیدی نے طبقاتی تضادات اور انسانی مجبوریوں کو نہایت حساسیت سے پیش کیا ہے۔

بیدی کے مختصر افسانوں میں حقیقت نگاری کا عنصر بہت نمایاں ہے۔ انہوں نے روز مرہ کی زندگی کے عام کرداروں اور ان کی مشکلات کو افسانوی انداز میں اس طرح بیان کیا ہے کہ قاری کے دل پر گہرا اثر چھوڑتا ہے۔ بیدی کے افسانے مختصر مگر گہری معنویت رکھتے ہیں، اور وہ سماجی اور طبقاتی مسائل کو نہایت خوبصورتی سے اجاگر کرتے ہیں۔

محمد حسن عسکری لکھتے ہیں:

"بیدی کا فن حقیقت نگاری اور انسانیت کی بنیاد پر قائم ہے۔ وہ معاشرتی سچائیوں کو اس انداز میں پیش کرتا ہے کہ قاری خود کو ان حالات میں محسوس کرتا ہے۔"(۹)

راجندر سنگھ بیدی کے مختصر افسانے انسانی احساسات اور معاشرتی ناانصافیوں کے گہرے بیان ہیں۔ ان کے افسانے نہ صرف انسانی نفسیات اور معاشرتی طبقاتی تقسیم کی عکاسی کرتے ہیں بلکہ قاری کو غور و فکر کی دعوت بھی دیتے ہیں۔ بھولا بیدی کا ایک مشہور افسانہ ہے جس میں ایک سادہ دل آدمی، بھولا کا کردار نمایاں ہے۔ اس کہانی میں بیدی نے بھولا کی معصومیت، سادگی اور لوگوں کی فریب کاری کو واضح کیا ہے۔ بھولا زندگی کے حقائق اور سماجی ناانصافیوں سے ناواقف ہوتا ہے، لیکن جیسے جیسے وہ ان حقائق سے آگاہ ہوتا ہے، ویسے ویسے اس کی معصومیت کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اس کہانی میں بیدی نے سماجی تضادات اور دھوکہ دہی کو خوبصورتی سے پیش کیا ہے۔

اقتباس ملاحظہ کیجیے:

"بھولا دنیا کو اپنے معصوم نظروں سے دیکھتا تھا، جیسے ایک بچہ پہلی بار دنیا کو دیکھتا ہے۔ وہ سمجھ نہیں پاتا تھا کہ لوگ اتنے بے رحم کیوں ہیں اور محبت اتنی دور کیوں ہے؟"(۱۰)

نرملا ایک ایسی عورت کی کہانی ہے جو اپنے خاندان اور روایتی ذمہ داریوں کے بوجھ تلے دبی ہوئی ہے۔ بیدی نے اس کہانی میں عورتوں کے مسائل، ان کی مجبوریاں، اور ان کے حقوق کو اجاگر کیا ہے۔ نرملا کا کردار اس دور کی خواتین کی نمائندگی کرتا ہے جنہیں سماجی اور خاندانی روایات میں قید کیا جاتا ہے۔ بیدی نے اس کہانی میں نسوانی احساسات اور جذبات کی عکاسی کی ہے۔

جوگیا بیدی کا ایک منفرد افسانہ ہے جس میں ایک جوگی کی زندگی اور اس کی تنہائی کا بیان ملتا ہے جوگی اپنے ماضی کے تجربات سے متاثر ہو کر دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہے لیکن اس کی اندرونی خواہشات اسے دوبارہ سماج کی طرف لے جاتی ہیں۔ اس کہانی میں بیدی نے انسانی خواہشات اور ترک دنیا کے فلسفے پر روشنی ڈالی ہے۔

لکھتے ہیں:

"جوگی اپنے آپ کو دنیا سے الگ کر چکا تھا، لیکن اس کے دل کی خواہشات اب بھی زندہ تھیں۔ وہ دنیا سے الگ ہو کر بھی دنیا کو اپنے دل سے نکال نہ سکا۔"(۱۱)

راجندر سنگھ بیدی کے مختصر افسانے سادہ زبان اور گہرے مفاہیم سے بھرپور ہوتے ہیں۔ ان کی تحریروں میں جو اقتباسات ہیں وہ نہ صرف کہانی کے اہم موڑ کو نمایاں کرتے ہیں بلکہ قاری کو کہانی کے جذباتی پس منظر سے بھی جوڑ دیتے ہیں۔ راجندر سنگھ بیدی نے موضوع اور فن کے رشتے کی تمام نزاکتوں کو اچھی طرح سمجھنے سعی کی۔

شمیم حنفی رقم طراز ہیں:

"بیدی کے افسانے انسانی زندگی کی چھوٹی چھوٹی جزئیات کو اس طرح پیش کرتے ہیں کہ قاری ان میں خود کو تلاش کرتا ہے۔"(۱۲)

راجندر سنگھ بیدی کے افسانے اردو ادب کی دنیا میں ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔ ان کے افسانے انسانی جذبات، نفسیاتی پیچیدگیوں اور سماجی مسائل کی بہترین عکاسی کرتے ہیں۔ بیدی کا کمال یہ ہے کہ وہ سادہ کہانیوں میں گہرے فلسفیانہ اور نفسیاتی نکات کو اس طرح سمو دیتے ہیں کہ قاری ان کہانیوں میں خود کو محسوس کرنے لگتا ہے۔ افسانہ متھن میں ایک عورت کی زندگی کی تنہائی اور محرومیوں کا ذکر کیا گیا ہے جو اپنے شوہر کی عدم موجودگی میں اپنی جذباتی اور جسمانی خواہشات کو دبانے پر مجبور ہے۔ کہانی میں انسانی جذبات کی نزاکت اور سماجی دباؤ کو نمایاں کیا گیا ہے۔ بیدی کا فن ہنر مندی، صفائی اور مرصع کاری کا فن ہے۔ طریقہ پیش کش میں وہ اچھوتا انداز اختیار کرتے ہیں۔ موضوع کے پیچ وخم میں ان کی توجہ نہیں ہوتی بلکہ موضوع کی ماہیت کے مطابق انداز اور سلیقہ، فن کاری اختیار کرتے ہیں۔

اقتباس ملاحظہ کیجیے:

"کیرتی نے اپنے جیون کے پچھواڑے میں جھانکا۔ اب جیسے وہ کھڑی رہ سکتی تھی۔ کسی اور خطرے سے اس کا سارا بدن کانپ رہا تھا، جیسے وہی جانتی تھی، کوئی دوسرا نہیں۔ پھر بھی وہ بیروق کرسی پر بیٹھی نہیں، اس کا سہارا لے کر کھڑی ہو گئی۔ اس طرف سے اس کے بدن کے حسین مگر جارحانہ خط دکھائی دے رہے تھے۔ کیا شلپ تھا، جسے اوپر کے نہیں، نیچے کے نارائن نے بنایا تھا۔ مگن لال کے دماغ میں اختیار اور بے اختیاری آپس میں نبرد آزما ہو رہے تھے اور وہ نہیں جانتا تھا کہ برابر والی لڑکی کے اندر بھی وہی چارہ اور لاچاری آپس میں ٹکڑا رہے ہیں۔ اس کا منہ سوکھ گیا تھا۔ کوئی گھونٹ سا بھرنے کی کوشش میں وہ بولی، "میں۔۔۔ میرے پاس موڈل نہیں۔"۔"(۱۳)

یہ افسانہ بیدی کی نسوانی جذبات کی گہری سمجھ اور حساسیت کا مظہر ہے۔ متھن کے کردار میں بیدی نے ایک ایسی عورت کی عکاسی کی ہے جو سماجی روایات اور اپنی خواہشات کے درمیان پھنسی ہوئی ہے۔ یہاں سماجی دباؤ اور جذباتی تنہائی کو بہت خوبصورتی سے بیان کیا گیا ہے۔

افسانہ ایک چادر میلی سی ایک لمبی کہانی ہے لیکن اس کی اصل تھیم مختصر افسانوں سے ملتی جلتی ہے۔ یہ کہانی ایک عورت، رانو کی زندگی کی مشکلات اور سماجی بندھنوں کا احاطہ کرتی ہے۔ وہ اپنی زندگی میں خود مختاری اور عزت کی تلاش میں ہے، لیکن سماجی نظام اسے بار بار روکتا ہے۔ بیدی کے یہاں احساس کی شدت، جذبے کی پنہائی، تجربے کی بے پایانی اور نظر کی گیرائی عالمانہ فکر و نگاہ کو عارفانہ تزئین بخشتی ہے۔ یہی سبب ہے ان کا فن تراشیدہ الماس کی طرح ہے جس کی باطنی حلاوت اور خارجی زیبائی اپنے اندر ایک مقناطیسی کشش رکھتی ہے۔ ان کا فن تجربہ و مشاہدہ کے زیر اثر گہرے فکر و شعور کا فن ہے۔ جاگیر دارانہ نظام اور سرمایہ دارانہ نظام کا بخوبی تجربہ رہا اور زندگی کے تمام نشیب و فراز سے آپ واقف تھے اس لئے ان کی پیش کش زمانہ آگہی کا بھی ترجمان ہوئی اور خود آگہی کی بھی تعبیر بنی۔ چنانچہ ان کا فن عصری زندگی کا ترجمان بھی ہے اور نئی حسیت کا علمبردار بھی۔ چوں کہ بہ وقت پیش کش وہ موضوع کے جمالیاتی عنصر کو ابھارنے میں بھی کامیاب ہوتے ہیں اس لئے ان کا فن موضوع کی صداقت اور صداقت کے اثر خیزی و ندرت بیان کا بھی فن ہے۔

اس افسانے میں چادر ایک علامت ہے جو عورت کی عزت اور معاشرتی قدروں کو ظاہر کرتی ہے۔ بیدی نے اس کہانی میں طبقاتی تفریق، معاشرتی رسم و رواج، اور عورتوں کے مسائل کو بہترین طریقے سے اجاگر کیا ہے۔ جدلیاتی مادیت کے شعور اور ترقی پسند تحریک سے وابستگی کے باوجود بیدی نے موضوع کو فن پر قربان کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ اپنے ہر عمل سے مطلق حقیقت نگاری سے اجتناب کیا ۔ زندگی کی تلخ کلامی، حقائق کی کرختگی کو جذبہ و احساد، تخیل و فکر اور ایک بالیدہ رومانی طرز عمل سے گوارہ بنانے کی سعی کی۔ مشاہدے کے بعد حقیقت اور تخیل کے امتزاج سے جو چیز پیدا ہوتی ہے اسے احاطہ تحریر میں لانا فن کارانہ عمل جانا۔ لہٰذا حقیقت اور مقصد محض کی نسبت وہ انداز عمل ان کے ہاں زیادہ اہم ہے کہ جس کے سبب فن، لطافت و نزاکت اور ہمہ گیر اثر خیزی کے ساتھ صورت گر ہوتا ہے۔ فن کی اساس اور دیگر لوازم فن پر ان کی توجہ اس قدر موضوع آمیز، فکر انگیز، رومان پرور اور لطیف ہوتی ہے کہ آرٹ کی علت غائی کہیں مجروح نہیں ہوتی۔ ادب کے بنیادی منصب کو وہ ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھتے ہیں۔ کیونکہ فن محض اظہار حقیقت کا نام نہیں بلکہ حقیقت کی بازیافت کا نام ہے۔

دوسرا کنارا ایک عام آدمی کی کہانی ہے جو ہمیشہ محلے کی نکڑ پر بیٹھا رہتا ہے۔ وہ معاشرتی زندگی سے کٹ چکا ہے اور اسے دنیا سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ کہانی میں اس کے رویے اور زندگی کی بے مقصدیت کو بیان کیا گیا ہے۔

لکھتے ہیں:

"کبھی کبھی قصبے کے بینکر کے بڑے مرغی خانہ کے لیے دوسرے کنارے کی طرف سے بڑے بڑے لیگ ہارن نژاد مرغ، دیسی مرغیوں سے جفت کرنے کے لیے منگوائے جاتے اور یہاں سے بڑے بڑے وزنی انڈے اس پار لے

جانے کے لیے ٹوکریوں میں بند کیے جاتے۔ ہماری بیکری کی روٹیاں بھی اسی فیری بوٹ میں لے جائی جاتی تھیں۔ ہمارے باپ نے فیری کے مالک سے سال بھر کا ٹھیکہ کر رکھا تھا۔ وہ خود کئی دفعہ دوسرے کنارے پر گئے تھے اور اکثر اس پار کے بہت دلچسپ قصے ہمیں سنایا کرتے تھے۔"(۱۴)

یہ افسانہ انسانی بے بسی اور سماجی علیحدگی کا مظہر ہے۔ بیدی نے لنگڑوالے کردار کے ذریعے ان لوگوں کی زندگیوں کو دکھایا ہے جو معاشرتی دباؤ یا ذاتی مسائل کی وجہ سے دنیا سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔ معاون اور میں ایک جذباتی کہانی ہے جو ایک خود دار معاون اور ایک سخت مزاج آقا کی کہانی ہے اور ان دونوں کے درمیان تعلق کو واضح کرتی ہے۔ بیدی اردو کے سب سے زیادہ جذباتی افسانہ نگار ہیں اور ان کی افسانہ نگاری کا ہر پہلو اسی گہری جذباتیت کا پیدا کیا ہوا ہے۔

"نہ معلوم میرے جی میں کیا آئی کہ میں نے پتمبر لال کو واپس بلا لیا اور سترہ روپے ماہانہ پر اسے "کہانی" میں بطور معاون کے لے لیا۔ چند دن کے تجربہ کے بعد میں نے دیکھا کہ پتمبر لال ان ملازموں میں سے تھا، جنھیں قدرت نے جبلی طور پر آزاد بنایا ہو، لیکن زمانہ کے زیر وزبر نے انھیں "عبد" بنا دیا ہو۔ اخلاق جلالی کے مدبر مصنف نے ایسے ملازموں سے اپنے بچوں کا سا سلوک روا رکھنے اور انھیں وہی پوشاک پہنانے کی، جو کہ خود پہنی جائے، تلقین کی ہے۔ مگر میں اس وقت ان آقاؤں سے مختلف نظریہ رکھتا تھا۔ حسب ہدایت مذکورہ مصنف مجھے پتمبر لال سے ایسا سلوک کرنا چاہیے تھا کہ وہ والہانہ خدمت کرتا۔ مگر میں نے ایسا سلوک نہ کیا، بلکہ کبھی پتمبر لال کو یہ ذہن نشین نہ ہونے دیا کہ وہ ایک نہایت قابل معاون ہے۔ میں کام کے دوران میں اکثر یہ کہہ دیا کرتا کہ ایک معاون رکھ کر میں نے اپنے رسالے پر، جو کہ عمر کی اولیں منازل طے کر رہا ہے، ایک ناقابل برداشت بوجھ ڈال دیا ہے۔"(۱۵)

راجندر سنگھ بیدی کے یہ افسانے انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں، سماجی تضادات اور جذباتی الجھنوں کو نہایت خوبی سے بیان کرتے ہیں۔ ان کے افسانے سادہ زبان مس بڑی گہرائی اور فلسفیانہ خیالات کو بیان کرتے ہیں، جو انہیں اردو ادب میں منفرد مقام عطا کرتے ہیں۔

حوالہ جات:

۱۔ عظیم، وقار، *نیا افسانہ*، علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۱۹۷۳ء، ص ۱۳۔

۲۔ عبد المغنی، ڈاکٹر، *نقطۂ نظر*، پٹنہ: کتاب منزل سبزی باغ، ۱۹۶۵ء، ص ۳۸۔

۳۔ سرور، آل احمد، *تنقیدی اشارے*، علی گڑھ: مسلم یونیورسٹی، ۱۹۵۵ء، ص ۱۴۔

۴۔ گورکھپوری، مجنوں، *افسانہ اور اس کی غایت*، الہ آباد: ہندوستانی اکیڈمی، س۔ن، ص ۲۰۔

۵۔ انصار آبادی، اختر، *نظریات*، ص ۳۲۔

۶۔ سلطانہ، رضیہ، *اردو ادب کی ترقی میں خواتین کا حصہ*، ص ۱۵۔

۷۔ عظیم، وقار، *افسانہ نگاری*، ص ۹۲۔
۸۔ رضا، جعفر، *پریم چند کہانی کا راہنما*، الہ آباد: لال بنی مادھو، ۱۹۶۹ء، ص ۱۳۱۔
۹۔ جنیدی، عظیم الحق، *اردو ادب کی تاریخ*، علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۱۹۷۸ء، ص ۵۳۔
۱۰۔ بیدی، راجندر سنگھ، *افسانہ بھولا*، مشمولہ: *دانہ و دام*، لاہور: مکتبہ اردو، ۱۹۳۹ء، ص ۷۴۔
۱۱۔ بیدی، راجندر سنگھ، *افسانہ جوگیا*، مشمولہ: *گرم کوٹ*، دہلی: اسٹار پبلی کیشنز، س۔ن، ص ۸۷۔
۱۲۔ حسین، احتشام، *اردو ادب کی تنقیدی تاریخ*، دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۱۹۹۷ء، ص ۳۹۔
۱۳۔ بیدی، راجندر سنگھ، *متھن*، مشمولہ: *ہاتھ ہمارے قلم ہوئے*، دہلی: مکتبہ جامعہ نیو دہلی لمیٹڈ، ۱۹۸۸ء، ص ۴۔
۱۴۔ بیدی، راجندر سنگھ، *دوسرا کنارہ*، مشمولہ: *دانہ و دام*، ص ۸۷۔
۱۵۔ بیدی، راجندر سنگھ، *معاون اور میں*، مشمولہ: *دانہ و دام*، ص ۹۲۔

کتابیات:

۱۔ انصار آبادی، اختر۔ *نظریات*۔ ص ۳۲۔
۲۔ جنیدی، عظیم الحق۔ *اردو ادب کی تاریخ*۔ علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۱۹۷۸ء۔
۳۔ حسین، احتشام۔ *اردو ادب کی تنقیدی تاریخ*۔ دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۱۹۹۷ء۔
۴۔ رضا، جعفر۔ *پریم چند کہانی کا راہنما*۔ الہ آباد: لال بنی مادھو، ۱۹۶۹ء۔
۵۔ سلطانہ، رضیہ۔ *اردو ادب کی ترقی میں خواتین کا حصہ*۔ ص ۱۵۔
۶۔ سرور، آل احمد۔ *تنقیدی اشارے*۔ علی گڑھ: مسلم یونیورسٹی، ۱۹۵۵ء۔
۷۔ عبد المغنی، ڈاکٹر۔ *نقطۂ نظر*۔ پٹنہ: کتاب منزل سبزی باغ، ۱۹۶۵ء۔
۸۔ عظیم، وقار۔ *افسانہ نگاری*۔ ص ۹۲۔
۹۔ عظیم، وقار۔ *نیا افسانہ*۔ علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۱۹۷۳ء۔
۱۰۔ گورکھپوری، مجنوں۔ *افسانہ اور اس کی غایت*۔ الہ آباد: ہندوستانی اکیڈمی، س۔ن۔
۱۱۔ بیدی، راجندر سنگھ۔ *افسانہ بھولا*۔ مشمولہ: *دانہ و دام*۔ لاہور: مکتبہ اردو، ۱۹۳۹ء۔
۱۲۔ بیدی، راجندر سنگھ۔ *افسانہ جوگیا*۔ مشمولہ: *گرم کوٹ*۔ دہلی: اسٹار پبلی کیشنز، س۔ن۔
۱۳۔ بیدی، راجندر سنگھ۔ *دوسرا کنارہ*۔ مشمولہ: *دانہ و دام*۔
۱۴۔ بیدی، راجندر سنگھ۔ *متھن*۔ مشمولہ: *ہاتھ ہمارے قلم ہوئے*۔ دہلی: مکتبہ جامعہ نیو دہلی لمیٹڈ، ۱۹۸۸ء۔
۱۵۔ بیدی، راجندر سنگھ۔ *معاون اور میں*۔ مشمولہ: *دانہ و دام*۔

☆☆☆☆☆